بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیشگوئی مصلح موعود میں خبر دیئے گئے مجرم کون ہیں؟؟؟

Hi
Could anyone specially Hazrat abdul qadeer ameer sb can shed light on the paragraph where it says that MUJRUMOON KI RAH ZAHIR HO JAYEE GI,,,,,what is the meaning of that in that paishgoi.I would be very grateful to anyone who address that line of the paishgoi.
Mujrumoon ki rah zahir ho jayeegi.I expect to have some response from abdul qadeer sb or chohan sb or anybody from any race.
thanks
nasir
7.11.2015

جناب محمد اللہ ناصر صاحب پوچھتے ہیں؟؟ کیا کوئی اور بطور خاص حضرت عبد القدیر اَمیر صاحب اِس پیرا گراف پر روشنی ڈال سکتے ہیں جہاں لکھا ہے کہ مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے گی۔۔۔اُس پیشگوئی میں اِس کا کیا مطلب ہے۔ میں اُس کا بہت مشکور ہوں گا جو پیشگوئی کی اِس سطر پر روشنی ڈالے گا کہ مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے گی۔ میں عبد القدیر صاحب یا چوہان صاحب یا پھر کسی بھی مکتب فکر سے جواب کی توقع کرتا ہوں۔ شکریہ۔ ناصر

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم ﷺ و علیٰ عبدہ المسیح الموعود علیہ السلام

محترم ناصر اللہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے ۲۰؍ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے الفاظ۔۔۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے گی۔۔۔ پر تبصرہ کرنے کی مجھ سے خواہش کا اظہار فرمایا ہے۔ میں اپنی استعداد کے مطابق جواب دینے کی کوشش کرتا ہوں۔

تمہید کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ اس کائنات میں ہم اب تک جو مشاہدہ کر چکے ہیں اس کے مطابق انسان ایک ایسی مخلوق ہے کہ اس جیسی عقل اور تجزیہ کرنے والی کوئی مخلوق ہمیں نظر نہیں آتی۔ اس لیئے ہمیں اشرف المخلوقات کہا گیا۔ قرآن کے مطابق۔۔ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ دیگر مخلوقات کا دائرۂ کار بہت محدود ہے اور وہ اس سے باہر نہیں جاتے۔ گائے اور بیل ہزاروں برس سے جو خدمات بجالا رہے تھے وہی آج بھی کر رہے ہیں۔ شہد کی مکھی شہد بنا رہی ہے۔ زمین، چاند، سورج اور ستارے اپنے معیّن راستوں پر چل رہے ہیں۔ مگر حضرت انسان کا دائرۂ کار لامحدود ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ بجز انسان سب مخلوقات فرشتہ ہیں، اگر فرشتہ کی تعریف۔۔ یَفۡعَلُوۡنَ مَا یُؤۡمَرُوۡنَ۔۔ کی جائے۔

انسان میں ایک برتر ہستی کی تلاش موجود ہے اس فطرتی طلب کو وہ اپنی کم علمی، کم ہمتی کی وجہ سے (اور دیگر وجوہ کے باعث) مادی دنیا میں ڈھونڈتا رہتا ہے۔ مال کی محبت۔۔ عہدہ، شہرت اور مخالف جنس کی محبت، وغیرہ میں ڈھونڈھتا ہے۔ مگر انسان کا ان مادی چیزوں کے پانے کے باوجود سکون نہ پانا، صاف بتاتا ہے کہ اس کی روح کا سکون کسی اور شئے میں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اللہ سے علم پا کر بنی نوع انسان کو یہ خبر دی۔ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ

تَطْمَئِنَّ الْقُلُوْب۔یعنی دلوں کا حقیقی اطمینان اللہ کے ذکر میں ہے۔اللہ۔۔جو تمام مخلوق کا خالق ہے۔۔انسانی فطرت میں اسی خالق کو پانے کی طلب ہے۔یہ ہر انسان کی فطرتی طلب ہے جس میں قوم،نسل،مذہب،رنگ کی کوئی تخصیص نہیں۔انسان اور خالق کا یہ تعلّق غیر متبدّل ہے۔انسان اور خالق کا یہ تعلّق غیر متبدّل ہے۔انسان اور خالق کا یہ تعلّق غیر متبدّل ہے۔۔۔۔۔

اب ہم ایک اور پہلو سے انسانی کردار دیکھتے ہیں۔ہم دیکھتے ہیں کہ علم حاصل کرنا ہر انسان کے لئے کھلا میدان ہے مگر صلاحیّتوں کے لحاظ سے سب مختلف ہیں۔کوئی ایک میدان میں ہنر مند ہے تو دوسرا کسی اور میں۔کوئی ڈاکٹر ہے تو کوئی انجنیئر،کوئی کھلاڑی ہے تو کوئی آرٹسٹ،وغیرہ۔وغیرہ

اسی طرح ہر شعبے کے لوگ بھی یکساں نہیں۔کوئی بہت باریک بین ہیں اور اپنے مضمون کے گہرے دقیق مسائل تک ان کی خداداد عقل کو رسائی ہوتی ہے جب کہ اسی شعبہ کے دوسرے افراد ایسی صلاحیّت نہیں رکھتے۔آسان لفظوں میں اسکو اسطرح بھی کہا جاسکتا ہے کہ بہت ہیں جو فزکس پڑھتے ہیں مگر ہر ایک آئن سٹائن نہیں ہوتا۔اقتصادیات کے طالب علم بہت ہیں مگر کارل مارکس جیسے شاذ کے طور پر دنیا میں آتے ہیں۔یہ خداداد صلاحیّتیں ہیں جو خالق نے دی ہیں۔اسی طرح روحانی علوم میں بعض کو بعض انسانوں پر فضیلت ہے۔وہ روحانی میدان میں ترقی کرتے ہیں اور اس میدان میں کھوئے جاتے ہیں یہاں تک کہ رحمتِ خداوندی روح القدس کی تائید سے اپنی ہستی کو آشکار کرتی ہے۔

یہاں ایک فرق ظاہر کرنا عین محل سمجھتا ہوں کہ دنیا کے علمی میدانوں میں تحقیق کرنے والے اس کائنات کی آخری حقیقت عقل کے سہارے ڈھونڈنا چاہتے ہیں جبکہ آخری حقیقت یعنی خالقِ کائنات عقل کی دسترس سے پرے ہے۔عقل زیادہ سے زیادہ اسکو۔۔ہونا چاہیے۔۔کی سرحد تک لے جاسکتی ہے مگر۔۔۔ہے۔۔۔کے یقینی مینار پر کھڑا نہیں کرتی۔یہ وہی درجہ ہے اور روح القدس کی تائید سے ملتا ہے۔ایسے خوش قسمت کو مَیں عارف باللہ کہتا ہوں۔اس معاملہ کو ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ نے اسی خالق سے خبر پا کر ہماری راہنمائی کیلئے یہ پیغام دیا تھا کہ

لَاتُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَيُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ

اس کی مختصر تفسیر یہ ہے کہ عقل کو خالق تک رسائی نہیں مگر وہ بصارت تک پہنچ جاتا ہے۔اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ بہت ہی لطیف وخبیر ہستی ہے۔

خالق ومخلوق کے اس رشتہ کی گواہی دنیا کے ہر خطے اور ہر زمانہ میں ملتی رہی ہے۔حضرت کرشن،بدھا،اور تمام دیگر رسل کے وجود اس کا ثبوت ہیں۔بابا گرونانک اور برصغیر میں اولیاء کرام کا ایک سلسلہ ہے۔سوسال سے کچھ عرصہ قبل حضرت مرزا غلام احمدؑ نے روح القدس سے تائید پاکر ایک دنیا کو اس وریٰ الوریٰ ہستی کی خبر دی تھی۔

آج بھی دنیا کے بڑے مذاہب ایک ایسے وجود کا انتظار کر رہے ہیں جو روح القدس سے تائید یافتہ ہو کر دنیا میں آئے گا۔یہودی اس مسیحا کا انتظار کر رہے ہیں جسکی خبر توریت میں ہے۔عیسائی حضرات۔۔خدا کے بیٹے۔۔حضرت عیسیٰؑ کی دوبارہ آمد کا انتظار کر رہے ہیں۔مسلمان اس عیسیٰؑ کا انتظار کر رہے ہیں جو اُنکی دانست میں آسمان پر جا بیٹھا تھا۔یہ تمام مذاہب کے انتظار بتاتے ہیں کہ روح القدس سے تائید یافتہ کا نظریہ اور عقیدہ موجود ہے۔مگر اسی دنیا میں ایک ایسی مذہبی جماعت بھی موجود ہے جو روح القدس کے اترنے کے تمام دروازے بند کر کے،،،مرزا بشیر الدّین محمود صاحب کے "گھریلو" تنخواہ دار ملازموں کی تائید سے کھڑے ہونے والے "خلیفہ" کو خالق کے سب اختیارات سپرد کر چکی ہے۔خالق ومخلوق کا غیر متبدّل رشتہ ان کے نزدیک اب ٹوٹ چکا ہے۔کسی خالق کو اب اجازت نہیں کہ وہ گھریلو تنخواہ دار ملازمین کی تائید سے بننے والے خلیفہ کی مرضی کے بغیر کسی کو الہام کر سکے یا کسی کو مجدد اور نبی بنا کر بھیج سکے۔کیونکہ خلافت تو قیامت تک خاندانی گدّی کی صورت میں میاں محمود صاحب

نے جاری کر دی ہے۔خالق اور مخلوق کا رشتہ اب میاں محمود صاحب، مرزا ناصر صاحب، مرزا طاہر صاحب اور میاں مسرور صاحب کے بیانات کے بعد اب ختم ہو چکا ہے۔حضرت اقدسؑ کا جملہ۔۔۔جب تک کوئی روح القدس کی تائید پا کر کھڑا نہ ہو جائے۔۔اب منسوخ ہو چکا ہے۔یہی اس بلائے دمشق کا آخری فیصلہ ہے۔

محترم ناصر صاحب۔۔یہی وہ بیماری تھی جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کو حضرت اقدسؑ کو دی تھی کہ ایک وقت آئیگا کہ روح القدس کے اترنے کا دروازہ بند کرنے والے مجرم پیدا ہو جائیں گے۔اور ساتھ ہی اللہ نے یہ خوشخبری بھی دی کہ جب زکی غلام آئے گا تو یہ پوشیدہ مجرم ظاہر ہو جائیں گے۔اور الحمدللہ کہ عزّت مآب حضرت عبد الغفار جنبہ صاحب موعود زکی غلام، قمر الانبیاء، فخر الرسل مجدد صدی کی مبارک آمد سے ان سب مجرموں کی راہ خوب ظاہر ہو رہی ہے۔

والسلام۔۔۔عبد القدیر۔۔سویڈن۔۔۷۔نومبر ۲۰۱۵

محترم ناصر صاحب!

جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی پیغمبر مبعوث ہوتا ھے اس کا یہی مقصد ھوتا ھے کہ طیّب کو خبیث سے الگ کر دے۔اور وہ لوگ جو خود کو مومنین میں شامل سمجھتے ھیں اُن میں دو گروہ بن جاتے ھیں۔پیغمبر کا انکار کرنے والے منکرین کے گروہ میں شامل ھو جاتے ھیں اور مجرموں کی راہ ظاھر ھو جاتی ھے۔حضرت مسیح موعودؑ کی آمد سے پہلے سب مسلمان یہ دعویٰ کرتے تھے کہ وہ حضرت محمدﷺ کی تعلیم پر عمل کرنے والے ھیں۔جب پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعودؑ کی بعثت ھوئی تو وہ لوگ ظاھر ھو گئے جو حضرت محمدﷺ کی تعلیم پر عمل کرنے کا دم بھرتے تھے لیکن عملی طور پر اُس تعلیم کو چھوڑ چکے تھے۔اسی وجہ سے وہ مسیح موعودؑ کا انکار کرکے مجرم ثابت ھو گئے۔بعینہ جماعت احمدیہ کے پیروکار یہ دعویٰ کرتے تھے کہ ھم حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم پر عمل کرنے والے ھیں لیکن جب حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت عبد الغفّارؑ کا ظھور ھوا تو وہ لوگ جو عملی طور پر حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم سے انحراف کر چکے تھے انھوں نے حضرت عبد الغفّارؑ کا انکار کر دیا اور گویا یوں اپنے مجرم ھونے کا بھی اظھار کر دیا۔اللہ تعالیٰ کی سنّت اسی طرح سے قیامت تک جاری رھیگی۔انشاءاللہ